مولانا سید تصدق بخاری، گوجرانوالہ

بحث و تحقیق

اصل دیت کیا ہے

سو اونٹ یا دس ہزار دراھم؟

قصاص و دیت آرڈی ننس کے بعد اخبارات، جرائد میں تفصیلی مضامین کے علاوہ اس موضوع پر مفصل کتابیں بھی منظر عام پر آچکی ہیں بحث و تحقیق اور تفحص و تدقیق سے مسائل کی مزید تنقیح اور حقائق کا اظہار اہل علم کا محمود طریق کار ہے۔ چنانچہ ذیل کے مقالہ میں حضرت مولانا سید تصدق بخاری ...... جو کئی ایک اہم علمی کتابوں کے مصنف بھی ہیں مذکورہ موضوع سے متعلق ایک اہم پہلو یعنی اصل دیت کے بارے میں اپنا نقطۂ نظر پیش کر رہے ہیں۔ ادارہ اپنا حق رائے محفوظ رکھتے ہوئے مولانا کی تحریر نذرِ قارئین کر رہا ہے خاص اسی موضوع سے متعلق دیگر اہل علم کے تحقیقی رشحاتِ قلم کو بھی خصوصی اہمیت سے الحق کے صفحات میں شائع کیا جائے گا تاکہ اشکال اور ابہام اور غلط فہمی کے کسی ممکنہ ابہام کا بھی سدِّ باب ہو سکے۔

(ادارہ)

مؤقر جریدہ "الحق" دسمبر ۱۹۹۰ء موافق جمادی الاول ۱۴۱۱ھ میں حضرت مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی کا مقالہ "اسلام کا نظام قصاص و دیت" نظر سے گذرا تو بڑی قلق ہوئی کہ حضرت موصوف کو بھی دیت کی مقدار کے تعین میں سخت ذھول ہوا ہے۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ "قتل خطاء کی صورت میں یہ خون بہا دس ہزار دراہم ہیں جو دو ہزار نو سو تولہ آٹھ ماشے چاندی کے مساوی ہے۔ لہٰذا اتنی مقدار میں چاندی کی مروجہ قیمت دیت شمار ہوگی الحق ص ۳۶۔ (ہرگز نہیں) پھر آگے جاکر یوں خامہ فرسا ہیں کہ:-

چاندی کے اعتبار سے شرعی معیار کا اظہار ضروری ہے۔ الحق ص ۳۷

حضرت مولانا صاحب موصوف سے اس ذھول کا ارتکاب اس لئے ہوا ہے کہ وہ اصل دیت کی احادیث مبارکہ پڑھنے کے باوجود بھول گئے ہیں۔ احادیث کے تتبع سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ سونا و چاندی و گائے اور بکریوں وغیرہا کی تعداد کے تعین میں خیر القرون میں کمی بیشی اسی لئے ہوتی رہی ہے اور آئندہ بھی قیامت تک بوقت ضرورت

ہوتی ہی رہے گی۔ کیونکہ یہ چیزیں اصل دیت نہیں ہیں۔ اصل دیت سو اونٹ ہی ہیں۔ اس لئے ان کی تعداد میں کبھی بھی کمی بیشی نہیں ہوئی۔

مولانا موصوف خود لکھتے ہیں کہ :-

یہ قیمت تو اس وقت کے ساتھ ساتھ کم اور زیادہ ہوتی رہتی ہے۔ موصوف نے جب حکومت کی مقرر کردہ دیت کو غیر شرعی دیت تسلیم کیا ہے تو پھر حضرت موصوف کی تولوں اور ماشوں والی پیش کردہ دیت بدرجہ اولیٰ واتم غیر شرعی ہے کیونکہ جس طرح حکومت نے سونے یا چاندی کو اصل دیت تصور کر کے منزلت پذیر غلطی کا ارتکاب کیا ہے اسی طرح حضرت صاحب نے دس ہزار (۱۰۰۰۰) دراہم کو اصل دیت تسلیم کر کے بہت ہی بڑی غلطی کا اظہار کیا ہے۔ آپ خود لکھتے ہیں :-

ایسا ہی ایک لاکھ ستر ہزار (چھ سو دس) روپے کا قطعی تعین بھی شرعاً درست نہیں اس لئے چاندی کے اعتبار سے شرعی معیار کا اظہار لازمی ہے۔ ملاحظہ ہو الحق ص ۳۵۔

درحقیقت اصل دیت سو اونٹ ہی ہیں۔ اس لئے دیت کے فیصلہ کے وقت سو اونٹوں کی جو قیمت ہو وہی اصل دیت ہے دوسری جو چیزیں بھی سہولتاً دیت میں دی جائیں گی وہ بحساب سو اونٹوں کی مروجہ قیمت کے مساوی دی جائیں گی۔ مقررہ چیزوں کی صورت میں اس سے کم یا زیادہ دینے سے شرعی دیت ادا نہ ہوگی۔ جیسا کہ عنقریب آرہا ہے ۲۹۱۶ تولے ۸ ماشے کی موجودہ قیمت بحساب ۵۵ روپے فی تولہ کے ایک لاکھ ساٹھ ہزار چار سو سترہ روپے بنتی ہے جو کہ شرعی دیت نہیں ہے۔

غور فرمایئے موصوف کی مقرر کردہ دیت نفس حکومت کی مقرر کردہ دیت نفس سے دس ہزار روپے سے بھی زیادہ کم ہے۔ **جو ناقص کیا بلکہ انقص ہے۔**

حکومت نے قصاص و دیت کا جو آرڈی ننس ۱۴ اگست ۱۹۹۰ء کو جاری کیا وہ ۲ اکتوبر ۱۹۹۰ء موافق ۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ کو نافذ العمل قرار دیا گیا۔ جس کی دفعہ ۳۲۰ غیر محتاط ڈرائیونگ کے متعلق ناقص ہی نہیں بلکہ انقص تھی اس لئے اس کے خلاف ملک بھر میں زمینی ذرائع آمد و رفت کو معطل کر دینے والی ہڑتال ہوئی۔ مذکورہ آرڈیننس میں یہ مرقوم ہے کہ غیر محتاط ڈرائیونگ کرتا ہوا جو ڈرائیور حادثہ کر کے کسی آدمی کو مار دے گا وہ مرنے والے کے ورثا کو ایک لاکھ ستر ہزار چھ سو دس روپے بطور دیت دے گا۔ اس کے خلاف مظاہرے اور ہڑتال اس لئے ہوئے تھے کہ اس میں بھی دو نقص تھے۔ ایک تو اس میں اصل دیت کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ دوسرا، عاقلہ کا تعارف نہیں کرایا گیا اور نہ ہی ان کو دیت کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا۔

اس ہڑتال کا مطلب یہ لینا کہ اسلامی قوانین کو لوگ برداشت نہیں کرتے، سراسر غلطی اور بے اصل ہے۔ درحقیقت یہ ہڑتال اس لئے ہوئی تھی کہ قصاص و دیت کے آرڈی ننس میں ناقابل برداشت نقائص تھے

جن کی تنقیح لازمی ہے ۔

پھر انشورنس کمپنی کو دیت کی ادائیگی کا ذمہ دار قرار دینا ہر طرح سے شریعت اسلامیہ کے خلاف ہے

قانون دیت

اصل دیت سنو اونٹ ہی ہیں — ابو محمد عبدالملک بن ہشام بن ایوب الحمیری المعافری المصری المتوفی بہا سنۃ ثمان وعشرۃ ومائتین - ۲۱۸ھ مطابق ۸۳۳ء - الرسالۃ المستطرفۃ - رقمطراز ہیں :۔

پہلا مقتول جس کا خون بہا (دیت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم فتح مکہ میں ادا فرمایا - وہ جنیدب بن اکوع ہے - اسے بنو کعب نے قتل کیا تھا نبی علیہ السلام نے اس کے خون بہا (دیت) میں سو اونٹنیاں دی تھیں ۔ سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۳۴۳ باب فتح مکہ ۔

عن ابن عمر قال : قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی درجۃ الکعبۃ یوم الفتح، فقال : الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ، ونصر عبدہ، وهزم الاحزاب وحدہ، الا ان قتیل العمد الخطاء بالسوط او العصا مائۃ من الابل مغلّظۃ، منها اربعون خلفۃ فی بطونها اولادها۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے بیت اللہ شریف کی سیڑھیوں پر کھڑے ہوئے - اللہ کی حمد وثنا بیان فرمائی - پھر فرمایا شکر ہے اللہ کا جس نے اپنا وعدہ سچا کیا - اپنے بندہ کو مدد دی - اور اس نے تنہا دشمن کے لشکروں کو شکست دی - آگاہ ہو جاؤ خطاء کا مقتول (قتل خطاء) وہ ہے جو کوڑے اور چھڑی سے مارا جائے - اس میں دیت کے سو اونٹ ہیں - ان میں سے چالیس اونٹنیاں حاملہ (گابھن) ہیں -

دارقطنی ج ۳ ص ۱۰۵ - البنایۃ فی شرح الھدایۃ ج ۴ ص ۳۴۴ - ابن ماجہ ج ۲ ص ۸۷۵

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال کانت قیمۃ الدّیۃ علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثمان مائۃ دینار او ثمانیۃ آلاف درهم ودیۃ اهل الکتاب

حضرت عمرو بن شعیب اپنے دادا اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خون بہا کے اونٹوں کی قیمت آٹھ سو دینار یا آٹھ ہزار دراہم تھی اور اہل کتاب کا خون بہا اس زمانہ میں مسلمانوں کے خون بہا سے

---

[1] توفی ۲۱۸ھ [2] شہید ۲۳ھ

یومئذٍ النصف من دیة المسلمین قال فکان ذلک کذلک حتّٰی استخلف عمرؓ فقام خطیبًا فقال ان الابل قد غلت قال ففرضها عمرؓ علی اهل الذهب الف دینار وعلی اهل البقر مائتی بقرة وعلی اهل الشاة الفی شاة وعلی اهل الحلل مائتی حلة - قال وترك دیة اهل الذمة لم یرفعها فیما رفع من الدیة.

ابوداؤد ج۲ ص۲۷۷ کتاب الدیات

نصف تھا جب عمرؓ کا زمانہ خلافت آیا تو انہوں نے فرمایا قیمت اونٹ کی بڑھ گئی ہے اس لئے سونا رکھنے والوں کے لئے ایک ہزار دینار خون بہا مقرر کیا ہے اور چاندی رکھنے والوں پر بارہ ہزار دراہم اور گائیں رکھنے والوں پر دوسو گائیں اور بکریاں رکھنے والوں پر دو ہزار بکریاں اور کپڑے رکھنے والوں پر کپڑوں کے دوسو جوڑے مقرر کئے ہیں اور ذمی لوگوں کی دیت وہی رکھی ہے جو پہلی تھی۔

عن ابن عباسؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه جعل الدیة اثنی عشر الف درهم

ترمذی ج ۲ ص ۲۲۴

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ ہزار دراہم خون بہا (دیت) مقرر کیا تھا —

حضرت عمرؓ کے اس فیصلہ پر تمام صحابہ کا اتفاق ہے

علامہ ابوالفضل جمال الدین عبداللہ محمد بن ابی الحسن مکرم بن احمد ابن منظور الانصاری الخزرجی الافریقی المصری ولد ۶۳۰ھ مات فی شعبان ۷۱۱ھ

قال: وکان اصل الدیة الابل ثم قوّمت بعد ذلک بالذهب والفضة والبقرة والغنم وغیرها

لسان العرب ج ۱۱ ص ۴۶۱

صاحب لسان فرماتے ہیں کہ اصل دیت ۱۰۰ اونٹ ہی ہیں۔ صرف لوگوں کی سہولت کے لئے ان اونٹوں کی قیمت کے برابر، بعد میں سونا و چاندی و گائیں اور بکریاں وغیرہ دیت مقرر کی گئی۔

اس سے ثابت ہوا کہ دیت میں سونے چاندی کا اعتبار نہیں۔ اصل دیت جب اونٹ ہیں تو دیت میں سو اونٹ ہی دینے ہوں گے۔ یا پھر ان کی قیمت کے برابر دوسری مقرر کردہ اشیاء۔

دو سو گایوں کی اور دو ہزار بکریوں کی قیمت بھی۔ ایک لاکھ ستر ہزار چھ سو دس روپے سے کہیں زیادہ بنتی ہے۔ لہذا ایک لاکھ ستر ہزار

چھ سو دس روپے کی دیت درست نہیں۔

فقال الشافعی واحمد فی روایة محمد بن المنذر الابل فقط فتجب قیمة الابل بالغة ما بلغت

البنایة ج ۴ ص ۴۸۵

عن عبد الله بن عمر رضی الله عنهما ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال الا ان فی قتل العمد الخطاء بالسوط والعصاء مائة من الابل مغلظة منها اربعون فی بطونها اولادها — وذهب قوم الی ان الدیة المغلظة ارباع خمس وعشرون بنت مخاض وخمس وعشرون بنت لبون وخمس وعشرون حقة وخمس وعشرون جذعة

معالم التنزیل جلد ص ۲۴۵

دوسری جگہ ارشاد ہے:-

...... وان فی النفس الدیة مائة من الابل - ابوداؤد - نسائی

اصل دیت

امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ بھی جوں کے توں فرماتے ہیں کہ اصل دیت سو اونٹ ہی ہیں۔ جو ان کی قیمت بنے اسی قیمت کی دوسری مقرر کردہ اشیاء دیت میں دینا ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خبردار رہو بیشک قتل عمد خطا کوڑے (تازیانے) اور لاٹھی مارنے سے قتل ہو جائے تو اس کی دیت ۱۰۰ اونٹ ہیں۔ ان میں چالیس گابھن اونٹنیاں ہیں جن کے بطنوں میں ان کی اولاد ہو — اور ایک گروہ کا میلان اس طرف ہے کہ بلاشبہ دیت مغلظہ میں چار قسم کے اونٹوں پر مشتمل ہے۔

اولاً - ۲۵ ایسی اونٹنیاں جو ایک برس پورا کر کے دوسرے برس میں داخل ہو گئی ہوں۔

ثانیاً - ۲۵ وہ اونٹنیاں جو دو برس پورے کر کے تیسرے میں داخل ہو گئی ہوں۔

ثالثاً - ۲۵ وہ اونٹنیاں جو تین برس کی ہو کر چوتھے برس میں داخل ہو گئی ہوں۔ اور جفتی کے قابل ہوں۔

رابعاً - ۲۵ وہ اونٹنیاں جو چار برس پورے کر کے پانچویں برس میں داخل ہو گئی ہوں۔ امام اعظم اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک۔

حضرت عمرو بن حزم اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ قتل نفس کی اصل دیت سو اونٹ ہی ہیں

ابن خزیمۃ - ابن جارود - ابن حبّان - مسند احمد - بلوغ المرام کتاب جنایات -

عن جابر بن عبداللہ قال فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الدّیۃ علی اھل الابل مائۃ من الابل وعلی اھل البقرۃ مائتی بقرۃ وعلی اھل الشاۃ الفی شاۃ وعلی اھل الحلل مائتی حلۃ - مظہری ج ۲ ص ۱۸۹ - ابوداؤد عن عطاء بن رباح

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ والوں پر سَو اونٹ اور گائیں والوں پر دو سَو گائیں اور بکریوں والوں پر دو ہزار بکریاں اور کپڑوں والوں پر دو سو جوڑے کپڑے دیت مقرر فرمائی ہے -

یہاں یہ بات ذہن نشین رکھتے چلیے کہ اصل دیت سَو اونٹ ہیں اس لیے آج کل کپڑوں کے دو سَو جوڑوں سے دیت ادا نہ ہوگی - بلکہ اگر کپڑے ہی دینے ہوں تو پھر سو اونٹوں کی قیمت کے برابر کپڑا دینا ہوگا -

عن عمرو[1] بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : من قتل خطاءً فدیتہ من الابل ثلاثون بنت مخاض وثلاثون ابنۃ لبون وثلاثون حقّۃ وعشر بنی لبون -

وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقولہا علی القری اربع مائۃ دینار او عِدلہا من الورِقِ ویُقوّمہا علی ازمان الابل اذا غلت رفع فی ثمنہا واذا ھانت نقص من ثمنہا علی نحو الزمان ما کان فبلغ قیمتہا علی عہد رسول اللہ

حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خطاء سے مارا جائے اس کی دیت سَو اونٹ ہیں (تیس ایسی اونٹنیاں جو ایک ایک سال کی ہو کر دوسرے سال میں لگی ہوں - اور تیس ایسی اونٹنیاں جو دو سال پورے کر کے تیسرے سال میں لگی ہوں - اور تیس ایسی اونٹنیاں جو تین تین سال کی ہو کر چوتھے سال میں لگی ہوں - اور دس ایسے اونٹ جو دو دو برس کے ہو کر تیسرے تیسرے برس میں لگے ہوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گاؤں والوں پر دیت کی قیمت چار سو دینار لگاتے یا اتنی ہی قیمت کی چاندی - اور دیت کی قیمت

---

[1] عمرو بن شعیب بن محمد بن عبداللہ بن العباس القرشی السہمی تو فی ۱۱۸ھ ثقہ تابعی - حافظ ابن حجر اور دوسرے محدثین نے کہا ہے انکی یہ سند معتبر ہے -

صلی اللہ علیہ وسلم ما بین اربع مائة دینار الی ثمان مائة دینار او عدلها من الورق ثمانية الاف درهم وقضى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان كان عقله فى البقرة من اهل البقرة مائتى بقرة، ومن كان عقله فى الشاة على اهل الشاة الفى شاة

اونٹوں کے نرخ کے حساب سے لگاتے۔ جب اونٹ گراں ہوتے تو دیت بھی گراں (زیادہ) ہو جاتی۔ اور جب اونٹ ارزاں ہوتے تو دیت بھی کم ہو جاتی۔ نبی علیہ السلام کے مبارک دور میں اونٹ کی قیمت چار۴۰۰ سو دینار سے آٹھ۸۰۰ سو دینار تک جا پہنچی تھی۔

(ابن ماجہ ج ۳ ص ۸۷۹)

آج کل اونٹوں کی جگہ اگر گائے بکری دیت میں دی جائے تو ان کی قیمتیں سب سے زیادہ ہیں۔ بیتل بکری لی جائے تو دو ہزار بکریوں کی قیمت تقریباً چالیس لاکھ روپے بنتی ہے۔ دو دھیل بیتل بکری دو ہزار روپے کی کم از کم

۴۰۰۰۰۰۰ = ۲۰۰۰ × ۲۰۰۰ — چالیس لاکھ روپے۔

میں نے بازار سے عام بکری کی قیمت معلوم کی تو دو ہزار بکریاں دس لاکھ کی ملتی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:۔

۱۔ ایک بکری کی قیمت پانچ سو روپے ہے تو دو ہزار بکریوں کی قیمت کیا ہوگی؟

۱۰۰۰۰۰۰ = ۲۰۰۰ × ۵۰۰ — دس لاکھ روپے۔

غور فرمائیے، سو اونٹوں کے بدلے دیت میں اگر دو ہزار بکریاں دی جائیں تو کم از کم دیت دس لاکھ بنتی ہے۔

۲۔ نبی علیہ السلام کا فیصلہ یہ بھی ہے کہ ۱۰۰ اونٹوں کی جگہ گائیں رکھنے والوں سے دو ۲۰۰ سو گائیں دیت میں دلائی جائیں مویشی منڈی سے قیمت معلوم کی تو پتہ چلا کہ ایک گائے بتیس سو کی ملتی ہے۔

۶۴۰۰۰۰ = ۲۰۰ × ۳۲۰۰ - چھ لاکھ چالیس ہزار

علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ولد ۷۶۲ھ توفی ۸۵۵ھ رقمطراز ہیں کہ:۔

قال الامام الاسبیجابی قیمة كل حلة خمسون درهما وقيمة كل بقرة خمسون درهما وقيمة كل شاة خمسة دراهم.

علامہ اسبیجابی فرماتے ہیں کہ ایک جوڑا کپڑے کی قیمت پچاس دراہم اور ایک گائے کی قیمت پچاس دراہم اور ایک بکری کی قیمت پانچ دراہم تھی۔

(البناية فى شرح الهداية ج ۴ ص ۴۸۵)

آٹھ سو دینار۔ دس ہزار دراہم۔ ۱۰۰ سو گائیں۔ ہزار بکریاں۔ دو سو جوڑے کپڑوں کی قیمتیں سو اونٹوں کی قیمت کے برابر نہ تھیں۔ اس لئے سیدنا عمر فاروق رضؓ نے یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ اب اونٹوں کی قیمتیں بڑھ گئی ہیں لہٰذا سو اونٹوں کے بدلے

ایک ہزار دینار یا بارہ ہزار دراہم یا دو سو گائیں یا دو ہزار بکریاں دیت میں دلائی جائیں گی۔

یاد رہے کہ دراہم و دنانیر اور گائیں اور بکریوں وغیرہا کی تعداد اس لئے بڑھتی گھٹتی رہی ہے کہ وہ اصل دیت نہیں ۔ اصل دیت چونکہ سَو اونٹ ہی ہیں اس لئے ہر زمانہ میں اونٹوں کی اصل قیمت کے برابر دوسری مقرر کردہ اشیاء کی تعداد بڑھتی گھٹتی رہی ہے اور رہے گی۔

خیر القرون میں جب اونٹ ارزاں ہوتے تو دیت بھی کم ہو جاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اصل دیت کی قیمت چار سو دینار سے لے کر آٹھ سو دینار تک جا پہنچی تھی ۔ چاندی کے آٹھ ہزار دراہم اس کے مساوی ہوتے نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم بھی ارشاد فرمایا کہ گائے والوں اور بیلوں والوں سے دیت میں دو سَو گائیں اور بکریوں والوں سے دو ہزار بکریاں لی جائیں۔

ملحوظہ :۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ قتل نفس کی اصل دیت سَو اونٹ ہی ہیں اس لئے سنت قائمہ کے مطابق ہر زمانہ میں اونٹوں کی قیمت کے نرخ کے حساب سے ہی دیت ادا کی جائے گی۔ خواہ وہ کم ہو یا زیادہ۔

کما مر۔ ویقومها علی اثمان الابل فاذا غلت رفع قیمتها واذا هاجت رخص نقص من قیمتها

ابو داؤد، نسائی ۔ مظاہر حق ج ۳ ص ۲۶۶ ۔ مشکوٰۃ ص ۳۰۴

اور قیمت ٹھہراتے (نبی) دیت خطاء کی اوپر مول اونٹوں کے۔ پھر جس وقت مہنگے ہوتے اونٹ تو زیادہ کرتے قیمت دیت کی اور جب ظاہر ہوتی ارزانی اونٹوں کی تو قیمت کم کرتے دیت سے۔ ملاحظہ ہو مظاہر حق ج ۳ ص ۲۶۶

اس حدیث کے تحت شاہ عبد العزیز[1] رحمہ اللہ محدث دہلوی کے شاگرد رشید[2] اور نواسہ مولانا مخدومنا ومکرمنا حاجی محمد اسحاق روح اللہ روحہ کے شاگرد رشید مولانا قطب الدین بن محمد محی الدین احراری الدہلوی ولد ۱۲۱۹ھ توفی ۱۲۷۹ رقمطراز ہیں کہ :۔

کہا طیبی نے یہ دلالت کرتی ہے کہ اصل دیت میں اونٹ ہیں پس اگر نہ ملیں (اونٹ) تو واجب ہوتی ہے قیمت اس کی جس قدر کہ ہو۔ (ملاحظہ ہو مظاہر حق ج ۳ ص ۲۶۷ ۔ طبع اول شیخ غلام علی)

ایک اور جگہ قتل عمد کی دیت کی بابت ارشاد ہو رہا ہے اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ اصل دیت میں سو اونٹ ہی ہیں۔

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ   حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور ان کے

---

[1] ولد ۱۱۵۹ھ مطابق ۱۷۴۹ء توفی ۱۲۳۸ھ مطابق ۷ اجولائی ۱۸۲۳ء

[2] ولد ۱۱۹۶ھ ۲۶ ذی الحجہ ۔ توفی ۲۵ رجب ۱۲۶۲ھ ۔ محدث لاہوری ثم دہلوی

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : من قتل متعمداً دفع الی اولیاء المقتول فان شاؤا قتلوا، و ان شاؤا اخذوا الدیۃ ، وھی ثلاثون حقّۃ وثلاثون جذعۃ واربعون خلفۃ وما صالحوا علیہ فھولھم

ترمذی جلد ۲ ص ۴۲۱

لسان العرب جلد ۱۵ ص ۳۱۳

باپ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی جان کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو قاتل کو مقتول کے وارثوں کے حوالے کیا جائے گا۔ وہ اگر چاہیں تو قاتل کو اپنے مقتول کے بدلے قتل کر دیں اور اگر وہ چاہیں تو دیت لے لیں۔ اور وہ دیت سو اونٹنیاں ہیں۔ ان میں سے تیس ایسی اونٹنیاں ہیں کہ تین برس پورے کر کے چوتھے برس میں داخل ہو گئی ہوں اور تیس وہ جو چار برس پورے کر کے پانچویں برس میں داخل ہو گئی ہوں۔ اور چالیس اونٹنیاں گابھن (حاملہ) ہوں گی۔ اور مقتول کے وارث جس بات پر صلح کر کے فیصلہ کریں وہی قاتل پر واجب ہو گی ــــ دوسری جگہ قتل خطاء کی اصل دیت بھی سو اونٹ ہی مقرر فرمائے گئے ہیں۔

عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی دیۃ الخطاء عشرون حقۃ وعشرون جذعۃ و عشرون بنت مخاض و عشرون بنت لبون و عشرون بنی مخاض۔

ابن ماجہ جلد ۲ ص ۸۷۹

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ توفی ۳۲ ۳۳ھ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قتل خطاء کی اصل دیت میں بیس اونٹنیاں وہ ہیں جو تین سال پورے کر کے چوتھے سال میں داخل ہو گئی ہوں۔ اور بیس اونٹنیاں ایسی ہوں جو چار سال پورے کر کے پانچویں سال میں لگی ہوئی ہوں۔ اور بیس اونٹنیاں وہ جو ایک سال کی ہو کر دوسرے سال میں لگی ہوئی ہوں اور بیس اونٹنیاں وہ جو دو برس کی ہو کر تیسرے برس میں داخل ہو

ہوں اور بیس اونٹ وہ جو ایک ایک سال کے ہو کر دوسرے سال میں لگے ہوئے ہوں۔

عن عبداللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی دیۃ الخطاء عشرون حقۃ و عشرون جذعۃ وعشرون بنت مخاض وعشرون بنت لبون وعشرون بنی مخاض
ابوداؤد ج۲ ص ۲۷۷ - ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۹۳

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ خطاء کی اصل دیت (سو اونٹ ہیں) بیس اونٹنیاں وہ جو چوتھے برس میں لگی ہوں۔ اور بیس اونٹنیاں وہ ہیں جو پانچویں برس میں لگی ہوں۔ اور بیس اونٹنیاں وہ ہیں جو دوسرے برس میں لگی ہوں۔

مطبوعہ مجتبائی دہلی - ابن کثیر ج ۱ ص ۵۳۵ - نسائی - ترمذی - مظہری ج ۲ ص ۱۸۷ - مؤطا امام مالک ۲۹۳ - باب الدیۃ کتاب العقول۔

ہذا عند امام احمد و امام اعظم رحمہما اللہ

وان قتیل الخطاء شبہ العمد قتیل السوط والعصاء، دیۃ مغلظۃ منہا اربعون فی بطونہا اولادھا، یعنی مائۃ من الابل۔ دارقطنی ج ۳ ص ۱۰۵ - ابن ماجہ ج ۲ ص ۸۷

اور قتل شبہ عمد وہ ہے جو کوڑے اور لاٹھی سے مار دیا جائے اس کی اصل دیت مغلظہ سو اونٹ ہیں جن میں چالیس گابھن (حاملہ) اونٹنیاں ہیں۔

اجمعت الصحابۃ علی المائۃ لکنہم اختلفوا فی سنہا
البنایۃ فی شرح الہدایۃ ج ۴ ص ۴۸۴

تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا اس پر اجماع ہے کہ اصل دیت میں سو اونٹ ہی ہیں لیکن ان کی عمروں میں ان کا اختلاف ہے۔

عن عبد اللہ بن عمرو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الا دیۃ الخطاء شبہ العمد ما کان بالسوط والعصاء مائۃ من الابل منہا اربعون فی بطونہا اولادھا۔
نسائی - ابن ماجہ - دارمی - ابوداؤد
مشکوٰۃ باب الدیات

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو کوڑوں اور لاٹھیوں سے مارا جائے وہ خطاء شبہ عمد ہے۔ اس کی دیت سو اونٹ ہیں جن میں چالیس گابھن اونٹنیاں ہیں۔

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمقدار الدیۃ وانہا مائۃ من الابل ضمنہا حدیث سہل بن ابی حثمۃ فی القتیل الموجود بخیبر وان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وداہ بمائۃ من الابل۔ وروی سفیان بن عیینہ عن علی بن زید بن جدعان عن القاسم بن ربیعۃ عن ابن عمر قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ فقال الا ان قتیل خطاء العمد بالسوط والعصا فیہ الدیۃ مغلظۃ مائۃ من الابل اربعون خلفۃ فی بطونہا اولادہا۔ و

ارشاد نبوی ہے کہ دیت کی مقدار سو اونٹ ہیں۔ حضرت سہل کی حدیث اس پر گواہ ہے کہ خیبر میں نبی علیہ السلام نے سو اونٹ دیت میں دئے تھے۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قتل خطاء العمد وہ ہے جو کوڑوں اور لاٹھیوں سے مار دیا جائے اس کی دیت مغلظ سو اونٹ ہیں جن میں چالیس گابھن اونٹنیاں ہوں گی۔

فی کتاب عمرو بن حزم الذی کتبہ لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی النفس مائۃ من الابل۔ وروی عمرو بن دینار عن طاؤس قال فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیۃ الخطاء مائۃ من الابل۔

اور عمرو بن حزم کو جو خط نبی علیہ السلام نے لکھا تھا اس میں بھی یہی تحریر فرمایا تھا کہ قتل خطاء کی دیت سو اونٹ ہے۔

احکام القرآن للجصاص ج ۲ ص ۳۲ باب مبلغ الدیہ من الابل۔ وباب شبہ العمد ج ۲ ص ۲۲۹

حضرت طاؤس فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کی دیت سو اونٹ ہی مقرر فرمائی ہے پھر یہ بات قابل غور ہے کہ امام جصاص فرماتے ہیں یہ کہیں نہیں فرمایا گیا کہ دیت بارہ ہزار یا دس ہزار دراہم ہے اور نہ یہ فرمایا کہ دیت ایک ہزار دینار ہے۔ بلکہ ہر زمانہ میں سو اونٹوں کی قیمت کو دیکھا گیا ہے (جصاص ج ۲ ص ۲۳۵)

بلاشبہ سیدنا عمر فاروق نے بھی صحابہ کرام کی موجودگی میں اصل دیت سو اونٹ ہی بتائی ہے۔ پھر کسی صحابی نے اس سے انکار نہیں کیا اور اسی پر صحابہ کرام کا اجماع ہے۔ (البنایۃ ج ۴ ص ۴۴۴)

اور دیت آزاد مسلم کی سو اونٹ ہے۔ جب اونٹ نہ مل سکیں تو ان کی قیمت واجب ہے جیسا کہ حضرت

عمرؓ نے سو اونٹوں کی قیمت کے برابر سونے والوں پر ہزار دینار اور چاندی والوں پر بارہ ہزار دراہم دیت کے مقرر کئے تھے۔ اور ایک گروہ نے یہ کہا ہے کہ ذمی اور معاہد کی دیت مسلمان کے برابر ہے (معالم ص ۲۴۵)

صاحب بنایہ لکھتے ہیں :-

یعنی دیت سوائے اونٹوں کے اور کسی چیز کی ثابت نہیں۔

حضرت ثوری اور حضرت حسن بن صالح رحمہما اللہ فرماتے ہیں۔ کہ دیت میں درہم و دنانیر دیتے وقت اونٹوں کی قیمتوں کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ درہم و دنانیر کی قیمتیں بڑھتی گھٹتی رہی ہیں اور ہم نے کتاب میں اسی کو بیان کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ دیت اونٹوں ہی میں موقوف رہی ہے۔ وہ کسی اور چیز سے ثابت نہیں۔ کیونکہ توقف اسی میں ہے کہ (دیت سو اونٹوں ہی کی) شرع شریف میں وارد ہے اور اسی پر اجماع ہے۔ اصل دیت کی اونٹوں کے سوا کوئی اور مقدار ہمارے علم میں نہیں۔ اگر کوئی قاضی اس کا حکم دے تو اس کے اس حکم کا نفاذ ہی نہ ہوگا کیونکہ دیت میں سو اونٹوں کے سوا کسی اور چیز کا حکم نافذ ہو ہی نہیں سکتا۔ اصل دیت میں سو اونٹوں کی مقدار پر صحابہ کرامؓ کا اجماع ہے ان کا اختلاف صرف ان کی عمروں کے بارے میں ہے۔ (البنایۃ ج ۴ ص ۳۰۴)

ایک روایت یہ بھی ہے کہ انه جعل الدية من الورق قيمة الابل لا انه اصل فى الدية (جصاص ج ۲ ص ۲۴۳) چاندی سے دیت اونٹوں کی قیمت کے حساب سے دی گئی ہے کیونکہ چاندی اصل دیت نہیں ہے۔

بقیہ: شریعت بل

اور ارباب بست وکشاد کے دل ودماغ پر برابر پڑتے رہتے ہیں جن کا رشتہ قرآن حکیم اور ایمانی چشموں سے کٹ کر مادی فلسفوں اور جماعتی یا شخصی مفادات سے قائم ہو جاتا ہے ان کا خطرہ کُلی تو کجا جُزوی طور پر بھی تا ہنوز زائل نہیں ہوا ہے۔ اور نہیں کہا جا سکتا کہ مفاد پرستی اور ابلہ فریبی کی باد صرصر کب تک چلتی رہے گی۔ اس لئے اس کی ضرورت سمجھی گئی کہ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے ان وقیع تقاریر، خطبات اور انٹرویوز کو کتابی شکل میں شائع کر دیا جائے۔

جو قرآنی حقائق اور تاریخی بصائر اس میں پیش کئے گئے ہیں وہ انقلاب اسلامی اور تحریک نفاذ شریعت کے کارکنوں اور بہی خواہان قوم وملت کے سامنے آتے رہیں۔ فان الذکری تنفع المؤمنین۔